نماز تہجد کا شرعی حکم

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Bakkwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036706149

نمازِ تہجد کا شرعی حکم

تقریظ	2
تمہید	3
جماعت تہجد کا شرعی حکم	7
تہجد کی جماعت اور حنفی نقطۂ نظر	10
نوافل کی جماعت کے مکروہ ہونے کی دلیل	12
دوسری دلیل	13
ایک شبہ کا جواب	13
دوسرا شبہ اور جواب	14
علامہ ابراہیم حلبیؒ کا فتوی	15
ملک العلماء کاسانی کا فتوی	16
علامہ ولوالجیؒ کا فتوی	16
علامہ ابن البز ازالکردریؒ کا فتوی	16
علامہ احمد بن محمد الحمویؒ کا فتویٰ	16
علامہ ابن نجیم مصریؒ کا فتوی	17
علامہ شرنبلالیؒ کا فتویٰ	18
علامہ ابن عابدین شامیؒ کا فتوی	18
قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فتوی	19
حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتوی	20
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ	20
حضرت اقدسؒ تقریر بخاری میں ایک موقع پر فرماتے ہیں	21
حضرت شیخ الحدیث زکریا صاحبؒ کا ارشاد	21
حضرت جی مولانا یوسف صاحب کاندھلویؒ کا ارشاد	22
حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا ارشاد	22
بریلوی مسلک کے مشہور عالم مولانا امجد علی صاحب کا فتویٰ	22
حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد	23
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا فتوی!	23
ایک وضاحت	24

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ کا فتویٰ	25
علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا فتویٰ	25
حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ	26
علامہ عبدالشکور لکھنویؒ کا فتویٰ	26
امام مالکؒ و امام شافعیؒ و دیگر ائمہ کرامؒ کے فتاوے	27
خاتمہ اور دعا	28

DifaSahabah.com

نمازِ تہجد کا شرعی حکم

DifaSahabah.com

تقریظ

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد:

رسالہ ''جماعت تہجد کا شرعی حکم'' مرتبہ جناب مولانا محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی، مدرسہ مسیح العلوم، بیدواڑی، بنگلور دیکھا گیا۔ ان کی تحقیق سے ہم خدام مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی متفق ہیں۔ یعنی ''تہجد کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے''

ابرار الحق

یکم شعبان ۱۴۱۱ھ

DifaSahabah.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید و تقدیم

گذشتہ چند سالوں سے بنگلور اور اس کے اطراف میں جماعت تہجد کا رواج جڑ پکڑتا دکھائی دیا تو احقر نے گذشتہ رمضان مبارک میں اس رواج سے متعلق حضرات علماء وفقہاء کے فتاوی کو اور ساتھ ہی ان کے دلائل کو وضاحت سے لکھ کر شائع کیا۔ اور اس سلسلے میں کچھ پمفلٹ بھی شائع کیے گئے۔ مگر جن لوگوں کے دلوں میں نبی طریقہ کے بجائے من مانی طریقہ کی محبت جا گزیں تھی۔ اور جو حقیقی دین داری کے بجائے ظاہری دینداری کو کافی خیال کرتے تھے۔ وہ ان فتاوی کو ماننے اور ان پر عمل کرنے تیار نہ ہوئے، بلکہ ان فتاویٰ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے، اور عجیب بات یہ کہ جن سے زیادہ توقع تھی کہ وہ حق کے سامنے آجانے کے بعد، اپنی غلطی سے رجوع کرلیں گے۔ انہی کی طرف سے سب سے زیادہ مخالفت ہوئی۔ حالانکہ وہ فتاوی جو رسالے میں نقل کیے گئے تھے۔ ان اکابر کے تھے جن کو یہ مخالفین بھی اپنے اکابر تسلیم کرتے ہیں۔ اس مخالفت کے چند نمونے بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔

(۱) ادارہ تبلیغ وتجدید سنت کے چند افراد جب میرا رسالہ لے کر تقسیم کے لیے ایک جگہ گئے تو وہاں چند لوگوں نے اس کو چھین کر پھاڑ ڈالا۔ اور پیروں میں ڈال کر روندا۔

(۲) ایک صاحب نے (جو ایک بڑی مرکزی مسجد میں اس جماعت تہجد کے علم بردار بلکہ بانی ہیں) جب سنا کہ احقر نے یہ رسالہ شائع کیا ہے تو انہوں نے

DifaSahabah.com

مسجد میں مصلیوں سے خطاب کرکے کہا کہ آپ حضرات اس پر توجہ نہ دیں، شیطان اسی طرح نماز سے روکتا ہے، گویا ان تمام اکابر پر شیطان ہونے کا فتوی لگا دیا۔ اللہ رے جہالت !!

(۳) ایک مسجد میں جہاں اس بدعت کی ہمت افزائی خوب ہو رہی ہے، ایک صاحبِ علم کا بیان مقرر ہوا۔ چند نوجوان ان سے زیر بحث مسئلہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ حقیقت کیا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے کھڑے ہو کر مسئلہ پوچھا کہ جماعتِ تہجد کا کیا حکم ہے، بس اس پر ان صاحب کو زجر و توبیخ کی گئی، اور ان کو مسجد سے نکل جانے کو کہا گیا۔ کیا کسی عالم سے مسئلہ پوچھنے سے محض اپنے نفس کے لیے روکنا اور پھر مسجد سے نکل جانے کا حکم دینا جائز ہو سکتا ہے۔ یہ بھی سنا کہ اس موقع پر بعض نا خدا ترس لوگوں نے اس کو شرارت قرار دیا ہے۔ تعجب ہے کہ بدعت کا کام تو شرافت ہو جائے اور مسئلہ معلوم کرنا۔ اور حق کی وضاحت چاہنا شرارت ہو؟ فیاللعجب !!

مزید تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو دین کے علمبردار سمجھتے ہیں، مگر یاد رکھیں کہ دین حق ہمیشہ غالب ہو کر رہتا ہے اور باطل ہمیشہ نیست و نابود ہوتا ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ ایک مسجد (لال مسجد) میں ''جماعت تہجد'' کے طریقہ کو جاری کرنے والے اس کے جواز کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ بعض حنفی لوگ رمضان کی آخری راتوں میں اہل حدیث کی مساجد میں جا کر ''تہجد با جماعت'' ادا کرتے ہیں اور ان کا بیان سنکر حنفیت سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کی حفاظت کے لیے یہ ناجائز طریقہ مصلحتاً اپنایا گیا ہے۔

راقم عرض کرتا ہے کہ یہ وجہ خاص ایک مسجد میں جماعتِ تہجد جاری کرنے کی ہو سکتی ہے۔ بلکہ ہے۔ اب جو بہت ساری مساجد میں اس مسجد کی دیکھا دیکھی یہ رسم

DifaSahabah.com

جاری ہورہی ہے، اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ دوسرے غور کرنا چاہئے کہ کیا اس جماعت میں شریک ہونے والے وہی حضرات ہیں جو اہل حدیث کی مسجد جایا کرتے تھے؟ اور اس طریقہ سے ہر قسم کی گمراہی ختم ہوگئی؟ ظاہر ہے کہ محض ایک بے وجہ کا خیال باندھ لیا گیا ہے کہ حنفی جو اہل حدیث کی مساجد کو جاتے تھے وہ سب یہاں آجاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن کو وہاں جانا ہے، وہ وہیں جاتے ہیں۔ ہاں ممکن ہے کہ کچھ لوگ ادھر بھی آ گئے ہوں۔ تیسرے یہ کہ جب ایک اور طرح بھی ان کو اپنی مساجد میں آنے کی طرف متوجہ کر سکتے ہیں مثلاً وعظ وتقریر کا انتظام کر سکتے ہیں تو ایک ناجائز کام کو اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ چوتھے یہ سمجھنا چاہئے کہ اگر مذکورہ بالا وجہ ہی اس طریقہ کے ایجاد کرنے کی وجہ ہے تو صاف طریقہ پر لوگوں کو بتا دینا چاہئے کہ یہ طریقہ ناجائز ہے۔ ہم صرف ایک مصلحت سے کرر ہے ہیں۔ یہ کونسی دیانت داری ہے کہ اس کو ناجائز بتانے والے کو شیطان تک کہہ دیا جائے۔ فتنہ پرور کا خطاب دیا جائے اور پوچھنے والوں کو یہ بتایا جائے کہ جماعت تہجد جائز ہے۔

فرض کیجئے کہ ایک شخص بھوک سے بے تاب ہوگیا مگر کھانے کو کوئی چیز حلال نہ تھی۔ لہٰذا اس نے اور اس کے ساتھ کچھ اور لوگوں نے جو بھوک سے بے تاب نہیں تھے۔ کسی حرام چیز کو کھانے کا ارادہ کیا تو ایک جاننے والے نے بتایا کہ یہ حرام چیز ہے۔ اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ یہاں دیانت کا تقاضا کیا ہے۔ خوف خدا کا کیا حق ہے؟ آیا یہ کہ اس عالم کی بات مان لی جائے اور جو بے تاب نہیں ہے، ان کو روک دیا جائے یا یہ کہ ایک کے حق میں جائز ہونے سے یہ مسئلہ پیدا کرلیا جائے کہ جائز ہے اور اس عالم کو شیطان کہا جائے؟

لہٰذا جو حضرات اس بدعت کو جاری کرنے کی وجہ وہ بتار ہے ہیں جو اوپر مذکور ہوئی۔ ان کو یوں کہنا چاہئے کہ ہاں یہ مسئلہ جو علماء کی طرف سے پیش ہوا ہے وہ بالکل

DifaSahabah.com

صحیح ہے اور ہم مجبوراً مصلحتاً اس ناجائز کو کررہے ہیں۔ لہٰذا اے پوچھنے والو! تم اس بدعت سے بچ کر رہو۔

یہ ہے حق وصداقت کے حاملین کا کردار وعمل، مگر اب کیا ہورہا ہے، یہ کہ ایک مسجد میں ایک وجہ سے یہ بدعت جاری ہوئی۔ دوسری مساجد میں شروع ہوئی۔ اب لوگ پہلی مسجد والوں سے پوچھتے ہیں تو یہ ''توحید وسنت ودعوت وتبلیغ'' کے دعویدار یہ نہیں کہتے ہیں کہ بھائی ہم نے تو ایک خاص وجہ سے ایک ناجائز کام کو اختیار کیا ہے۔ تم اس کو نہ کرو۔ مجھے کوئی بتائے کہ یہ کونسی دیانت داری ہے؟

الغرض اس رسالہ کو ہم نے متعدد اہل علم اور بزرگوں کی خدمات میں پیش کیا اور سب ہی نے اس کی تصدیق فرمائی۔ حضرت مرشدی مسیح الامتؒ نے ایک ہی مجلس میں از اول تا آخر ملاحظہ فرما کر تحسین فرمائی اور حضرت اقدس مولانا ابرارالحق صاحبؒ نے اور آپ کے مدرسہ ''اشرف المدارس ہردوئی'' کے علماء نے ملاحظہ فرما کر ایک تقریظ بھی روانہ فرمائی ہے۔ جو رسالہ کے شروع میں درج ہے۔ اب اسی کو مزید اضافوں کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو شرف قبولیت بخشے اور لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

فقط

محمد شعیب اللہ خان

۱۷رشعبان ۱۴۱۱ھ

DifaSahabah.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت تہجد کا شرعی حکم

حامداًومصلیا:

شریعت اسلامیہ کی سب سے بڑی خوبی اور کمال اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے ہر عمل کا ایک درجہ واضح طور پر مقرر کردیا ہے اور ہر اس شخص کو جو اسلام سے وابستہ ہو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ اعمال کے مقرر کردہ درجات وحدود کی رعایت رکھے۔ان سے تجاوز نہ کرے۔اور تجاوز کرنے والوں کو ظالم قرار دیا ہے۔

﴿تِلْکَ حُدُوْدُاللّٰہِ فَلَاتَعْتَدُوْھَاوَمَنْ یَّتَعَدَّحُدُوْدُاللّٰہِ فَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾. (بقرہ:۲۲۹)

اس کے ضمن میں ہر عمل کا طریقہ بھی آجاتا ہے کہ یہ عمل کیونکر اور کس ڈھنگ اور طریقہ سے انجام دیا جائے اور مسلمانوں کو اس کا بھی مکلّف قرار دیا گیا ہے کہ وہ ہر عمل کو اس نہج اور طریقہ پر ادا کریں جو خدا اور رسول کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے،اس سے تجاوز کرنا اور اس کے خلاف کسی اور طریقہ پر عمل کو انجام دینا گمراہی وضلالت ہے۔مثلاً شریعت اسلام نے نماز کا ایک طریقہ مقرر کیا ہے۔اگر کوئی شخص اس سے ہٹ کر کسی اور طریقہ پر خدا کی عبادت وپرستش کرے گا تو اس کو گمراہ وضال قرار دیا جائے گا۔اسی طرح نماز کی مختلف اوقات میں مختلف رکعتیں مقرر کی گئی ہیں۔مغرب میں تین،فجر میں دو اور ظہر میں چار،اگر کوئی شخص خدا کی محبت میں آکر فجر میں تین اور مغرب میں چار اور ظہر میں پانچ رکعت پڑھنے لگے تو اس کی نماز مقبول تو کیا ہوگی، مردود ہوگی۔نماز میں الحمدللہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا۔سب کو معلوم ہے،سنت ہے۔

اوراس کوآہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے، اس کوزور سے پڑھنا مکروہ اور بدعت ہوگا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کے بیٹے کہتے ہیں کہ میں نے نماز میں زور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو میرے والد حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے سن کر فرمایا کہ اے بیٹے! یہ بدعت ہےاوراس سے بچو۔ (۱)

غور کیجئے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل صحابی رضی اللہ عنہ بسم اللہ زور سے پڑھنے کو بدعت قرار دے رہے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کواسی طریقہ پرادا کرنا ضروری ہے جومنقول چلا آرہاہے،اس میں کسی معمولی چیز کا اضافہ بھی غلط اور بدعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے صحیح روایت سے ثابت ہے کہ انہوں نے بعض لوگوں کودیکھا کہ مسجد میں حلقہ بنا کرزورزور سے لاالہ الاوغیرہ کا ذکر کررہے ہیں۔آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے بدعت جاری کرلی ہے۔جب کہ ابھی اللہ کے رسول کے اصحاب موجود ہیں۔اسکے بعدان لوگوں کومسجد سے باہر کردیا۔ (۲)

حضرات صحابہؓ کی ان چیزوں میں یہ سختی وتشدداس لیے ہے کہ یہ باتیں جوآج معمولی نظرآرہی ہیں،تحریف وتبدیل دین کا سبب بن جاتی ہیں۔چنانچہ یہود ونصاریٰ نے اپنے اپنے دینوں میں تحریف اسی طرح کی ہے،انہوں نے اٹھتے ہی خرافات کو دین میں داخل نہیں کردیا، بلکہ خدااوررسولؐ کے قائم کردہ حدودکوآہستہ آہستہ پھلانگنا شروع کیا۔غلواورتعمق اورتشدد پسندی نے آخر یہ رنگ دکھایا کہ ان کا دین مسخ ہوکررہ گیا۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں یہود ونصاریٰ کے دین میں تحریف کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی

(۱)ترمذی:۱/۵۳(۲)دارمی۔راہ سنت:۱۲۲

ایک وجہ اور سبب تشدد پسندی ہے کہ سنتوں اور آداب کا ایسا التزام کرنا جیسے واجبات کا ہوتا ہے اور یہ یہود و نصاریٰ کے راہبوں کی عادت تھی۔ (۱)

دین یہود و نصاریٰ ان رہبانیت پسند عباد و زہاد کی ان تحریفوں کا تختۂ مشق بن کر مسخ ہو گیا۔ لیکن محمد عربی ﷺ کا لایا ہوا دینِ اسلام چوں کہ خداوند تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اس لیے ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ وہ سابقہ دینوں کی طرح مسخ ہو جائے۔ البتہ خود ایسا کرنے والے خدا کے یہاں دھتکار دیے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ایک ایسی جماعت کھڑی کر دے گا جو دین میں تحریف کرنے اور بدعت ایجاد کرنے والوں کے خلاف کارروائی کر کے دین کے اصلی چہرے کو لوگوں کے سامنے پیش کرے گی۔

اور پر جن حقائق کو پیش کیا گیا ہے۔ ان کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ عبادات کو ان کے طریقہ کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کے ذرہ برابر خلاف کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں اس عبادت کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں رہتا۔

مگر افسوس کہ آج بعض دین پسند لوگوں نے بھی اس راز کو نہیں سمجھا ہے۔ جس کی وجہ سے دین کے نام پر بدعت رائج ہوتی جارہی ہیں۔ انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ بعض مساجد میں رمضان المبارک کی آخری راتوں میں جن میں لیلۃ القدر ہونے کی توقع ہوتی ہے۔ نماز تہجد کو با جماعت پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حالانکہ شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

زیر نظر مضمون میں ہم نے حنفی فقہاء کرام کے فتاوی اور ان کا استدلال اور اس کے ساتھ بعض دیگر ائمہ کے اقوال کو جمع کر دیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مساجد میں جو نماز تہجد میں جماعت کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ غیر شرعی عمل ہے، واللہ الموفق والمعین۔

---

(۱) حجۃ اللہ البالغہ: ۱/۱۲۱

تہجد کی جماعت اور حنفی نقطۂ نظر

سب سے پہلے ہم تہجد کی نماز کو باجماعت ادا کرنے کے سلسلہ میں حنفی نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہیں تاکہ ان کا موقف واضح ہوجائے۔

ان حضرات کا موقف یہ ہے کہ جماعت فرض نمازوں کے لیے مشروع ہے۔ اور کسی خاص وجہ سے بعض اور نمازوں میں بھی مشروع ہے۔ جیسے تراویح۔ عیدین، نماز کسوف وغیرہ ان کے علاوہ اور کسی نفل یا سنت نماز کے لیے جماعت مشروع نہیں ہے۔ بلکہ ان کو تنہا پڑھنا چاہئے جس طرح فرض نماز جماعت سے پڑھنا مشروع طریقہ ہے۔ اسی طرح نفل اور سنت نمازوں کو تنہا تنہا پڑھنا اور ان میں جماعت نہ کرنا ہی مشروع طریقہ ہے اور جیسے فرض نماز کو بغیر جماعت ادا کرنا بھی غلط و نامشروع ہے۔

چنانچہ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ اعلاء السنن میں فرماتے ہیں کہ:

علامہ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ سنت اور نفل میں گھر میں پڑھنے کا تھا۔ مگر کوئی عذر ہو تو مسجد میں پڑھتے۔ جیسے آپ فرائض مسجد میں پڑھتے الا یہ کہ کوئی عذر ہو، لہٰذا سنت و نفل میں تنہا پڑھنا سنت موکدہ ہوگا۔ جیسے فرائض میں جماعت کرنا سنت موکدہ ہے۔ لہٰذا نوافل کی جماعت، سنت موکدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگی۔ (۱)

البتہ فقہاء احناف نے بعض قیود و شرائط کے ساتھ نفل کی جماعت کی اجازت دی ہے۔ اس کی تفصیل و توضیح یہ ہے کہ:

(۱) اگر نفل نماز باجماعت بغیر تداعی کے ہو تو جائز ہے۔ اگر تداعی کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔ اور تداعی کے معنی یہ ہیں کہ امام کے علاوہ چار آدمی مقتدی ہوں۔ (۲)

---

(۱) اعلاء السنن: ۷/۸۷ (۲) درمختار مع شامی: ۲/۴۹

معلوم ہوا کہ امام کے علاوہ اگر چار آدمی مقتدی ہوں تو نفل نماز خواہ وہ تہجد ہو یا کوئی اور رمضان میں ہو یا رمضان سے باہر مکروہ ہے۔ اور تین مقتدی ہوں تو بعض علماء جائز اور بعض ناجائز فرماتے ہیں۔ اور دو مقتدی ہوں تو جائز ہے۔ (۱)

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ نفل کی جماعت اتفاقاً کبھی کر لی جائے تو چار آدمیوں کے ساتھ جائز ہے۔ اور اگر اس کا اہتمام کیا جائے اور ہمیشہ کی عادت بنالی جائے تو باتفاق یہ ناجائز اور مکروہ اور بدعت ہے۔ جیسا کہ علماء کے فتاوی آگے آرہے ہیں۔ ان سے معلوم ہوگا۔

حاصل یہ نکلا کہ نفل کی جماعت اگر اتفاقاً کسی دن کر لی تو دو تین آدمیوں کے ساتھ جائز ہے۔ اور اگر اس کا اہتمام کر کے جماعت بنائی یا چار مقتدی ہو گئے تو مکروہ ہے۔ اس طرح اعلان کے ساتھ جماعت نفل مکروہ ہے اور اعلان میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی مسجد میں جماعت نفل ہونے کی شہرت ہو جائے۔ جیسا کہ آگے حضرت مفتی عزیز الرحمان رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ آرہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ نفل نماز کو با جماعت ان شرطوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں کہ:

(۱) اس کا کسی طرح بھی اعلان وشہرت نہ ہو۔

(۲) اس کا اہتمام نہ کیا جائے جیسے فرائض کا اہتمام ہوتا ہے۔

(۳) اس کا کوئی معمول نہ بنایا جائے بلکہ کبھی اتفاق سے کر لیا جائے۔

(۴) اور امام کے ساتھ چار مقتدی نہ ہوں بلکہ زیادہ سے زیادہ دو تین ہوں۔

اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایک بھی شرط فوت ہوگئی تو نفل نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ ہوگا۔ یہ تمام شرائط حضرات فقہائے کرام کے کلام سے لی گئی ہیں اور ان فقہاء کا کلام آگے پیش کیا جارہا ہے۔

---

(۱) شامی ۴۹/۲

نوافل کی جماعت کے مکروہ ہونے کی دلیل

حضرات فقہاء کرام کے اس سلسلے میں فتاوی پیش کرنے سے قبل جماعت نفل کے مکروہ ہونے کی دلیل بیان کرنا مناسب ہے۔ حضرات علماء وفقہاء نے اس پر متعدد احادیث سے استدلال کیا ہے، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، کیوں کہ سب سے افضل نماز آدمی کی وہ نماز ہے جو گھر میں ہو سوائے فرض نماز کے۔ (۱)

(۲) عبداللہ بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گھر میں نماز پڑھنے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے پھر بھی میں گھر میں نماز پڑھنے کو مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں، مگر یہ کہ فرض نماز ہو۔ (۲)

(۳) حضرت صہیب بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کی اپنے گھر کی نماز کی فضیلت اس نماز پر جو ایسی جگہ پڑھے، جہاں لوگ اس کو دیکھیں، ایسی ہے جیسے فرض نماز کی فضیلت نفل نماز پر۔ (۳)

محدثِ شہیر وفقیہ جلیل حضرت علامہ ظفر احمد عثمانیؒ پہلی دو حدیثوں کو پیش کر کے فرماتے ہیں کہ:

''ان دو حدیثوں میں جیسے اس بات پر دلالت ہے کہ مسجد سے زیادہ گھر میں نفل نماز پڑھنا بہتر وافضل ہے، اسی طرح ان میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ جماعت فرض نماز کے ساتھ خاص ہے، اور نوافل میں اصل اخفاء اور تنہا پڑھنا ہے۔

(۱) نسائی بسند جید وابن خزیمہ، اعلاء السنن: ۷/۷۷ (۲) طحاوی: ۱/۱۶۷، شمائل ترمذی۔ احمد بن ماجہ، ابن خزیمہ (۳) طبرانی وغیرہ۔ اعلاء السنن: ۷/۸۱

ورنہ ان کا گھر میں پڑھنا افضل نہ ہوتا، کیوں کہ جس نماز کا مبنی اظہار واجتماع پر ہو اس کا مسجد میں گذارنا افضل ہے، پس ثابت ہوا کہ نوافل میں جماعت خلاف اصل ہے اور خلافِ اصل طریقہ پر ادا کرنا کراہیت سے خالی نہیں ہوتا، لہٰذا نوافل میں جماعت مکروہ ہے۔"(۱)

دوسری دلیل:

نفل کی جماعت کے مکروہ ہونے پر فقہاء نے اس طرح بھی استدلال کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ کرام سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی نوافل میں جماعت کا اہتمام کیا ہو، بلکہ سنت نمازیں بھی وہ حضرات گھر جا کر تنہا تنہا پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نوافل میں جماعت مشروع نہیں ہے، یہ استدلال ایسا ہی ہے جیسے علماء نے عید کی نماز کے لیے اذان واقامت نہ ہونے پر استدلال کیا ہے کہ آپ نے عید کی نماز کے لیے اذان واقامت نہیں کہی، لہٰذا وہ غیر مشروع ہے، اس لیے نوافل میں جماعت غیر مشروع ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

موکدہ سنتیں فرائض کے تابع ہونے کی وجہ سے اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ ان میں جماعت مشروع ہوتی، پس جب سنت موکدہ میں جماعت مشروع نہیں ہوئی اور کسی بھی حدیث میں یہ وارد نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے سنت نماز میں ایک مرتبہ بھی جماعت کی ہو، تو اس کے علاوہ دوسری نمازوں میں اس کا مشروع نہ ہونا زیادہ مناسب ہے۔(۲)

ایک شبہ کا جواب:

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ حدیث میں ایک دو موقعوں پر رسول اللہ ﷺ کا نفل

---

(۱) اعلاء السنن: ۷/۸۷ (۲) اعلاء: ۷/۸۷

کو جماعت سے پڑھنا ثابت ہے، جیسا کہ بخاری وغیرہ میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ یہ ثابت ہے اور اسی سے ہمارے علماء نے کبھی کبھی جماعت نفل کی اجازت دی ہے، کیوں کہ آپ نے بھی اتفاقاً ایسا کیا تھا، نیز اس جماعت میں آپ کے پیچھے دولڑکے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور یتیم رضی اللہ عنہ تھے اور ایک حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیم تھیں۔(۱)

اس سے ہمارے علماء میں سے بعض نے فرمایا کہ جماعت نفل میں تین مقتدیوں تک کی گنجائش ہے، کیوں کہ آپ کے پیچھے بھی تین ہی افراد تھے اور بعض نے کہا کہ جماعت میں عورت کا وجود وعدم برابر ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں، لہٰذا آپ کے پیچھے صرف دو افراد تھے اس لیے دو مقتدیوں کے ساتھ جماعت نفل جائز ہے اس سے زیادہ نہ ہوں۔ یہیں سے احناف میں یہ اختلاف ہے کہ تین مقتدیوں کے ساتھ جماعت نفل جائز ہے یا نہیں؟

الغرض یہ احادیث جن سے جماعت نفل کا ثبوت ہوتا ہے انہیں سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ بغیر اہتمام کے کبھی کبھی اور دو تین افراد کے ساتھ جماعت نفل کی جائے تو جائز ہے ورنہ خلاف اصل ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

❁ دوسرا شبہ اور جواب:

اور اگر یہ شبہ ہو کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر جانے کی وجہ سے گھر میں تھے اور بعض صحابہ آپ کی عیادت کو گئے اور آپ نماز میں مشغول تھے ان صحابہ نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی (ابوداؤد:۱/۸۹) اور ابن حجرؒ نے اسی سلسلہ میں نقل کیا ہے کہ آپ کے پیچھے جن حضرات نے نماز پڑھی، ان میں سے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت جابر اور انس رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام بیان کیے گئے ہیں۔(۲)

---

(۱) بخاری: (۲) فتح الباری:۲/۱۷۸

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے پیچھے چار افراد نے کم از کم نماز پڑھی ہے اور جن کا نام نہیں لیا گیا، ان کی تعداد معلوم نہیں تو پھر احناف نے چار افراد کے ساتھ تہجد کو کیوں مکروہ قرار دیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے گر جانے اور گھر میں رہنے کے زمانے میں ایسا واقعہ صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ پیش آیا ہے، ان میں سے ایک دفعہ فرض نماز پڑھنے کا واقعہ پیش آیا ہے۔ (۱)

اب یہ معلوم نہیں کہ یہ چار صحابہ آپ کے پیچھے فرض نماز میں تھے یا نفل میں اس لیے اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ ممکن ہے کہ فرض نماز میں آپ کے پیچھے ان چار اصحاب نے نماز پڑھی ہو۔ (واللہ اعلم)

الغرض نبی کریم ﷺ سے جتنی بات ثابت تھی، احناف نے اسی قدر لے لیا اور جو ثابت نہ تھی اس کو اختیار نہیں کیا، بلکہ احناف ہی نے نہیں جمہور ائمہ وعلماء نے بھی ویسا ہی کیا ہے، جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔

اس کے بعد ہم حضرات فقہاء وعلماء کے فتاویٰ واقوال بحوالہ کتب درج کرتے ہیں۔

علامہ ابراہیم حلبیؒ کا فتوی:

علامہ ابراہیم حلبیؒ شرح منیۃ المصلی میں ارشاد فرماتے ہیں:

’’جاننا چاہئے کہ سوائے تراویح، نماز کسوف (سورج گرہن کی نماز) اور نماز استسقاء (بارش کے لیے نماز) کے جماعت سے نفل پڑھنا تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ رجب کی پہلی جمعہ میں صلوٰۃ رغائب اور شعبان کی پندرہویں رات کو صلوٰۃ البراۃ اور رمضان کی ستائیسویں کو صلوۃ القدر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (۲)

---

(۱) دیکھو ابوداؤد: ۱/۸۹ (۲) غنیۃ المستملی: ۴۳۲

ملک العلماء علامہ کاسانی کا فتویٰ:

ملک العلماء علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

''بلاشبہ نفل میں جماعت کرنا سنت نہیں ہے، سوائے تراویح کے اس لیے کہ جماعت شعائر اسلام میں سے ہے اور وہ خاص ہے فرائض وواجبات کے ساتھ نہ کہ نفل کے ساتھ۔(۱)

علامہ ولوالجیؒ کا فتویٰ:

علامہ شبلی نے تبیین الحقائق کے حاشیہ میں درایہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:

علامہ والوالجیؒ نے کہا کہ سوائے رمضان کی تراویح اور نماز کسوف کے نفل نماز کی جماعت مکروہ ہے کیوں کہ صحابہ کرام نے یہ نہیں کیا۔(۲)

علامہ ابن البزازالکردریؒ کا فتویٰ:

علامہ ابن البزازالکردریؒ۔فتاویٰ بزازیہ ''میں مسائل تراویح'' کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

''تراویح جماعت سے پڑھنے کے بعد اگر تراویح کو دوبارہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے بلکہ تنہا تنہا پڑھنا چاہئے اس لیے کہ تداعی کے ساتھ نفل کی جماعت مکروہ ہے نص (قرآن مجید اور حدیث کی دلیل) ہو اور ان زائد رکعتوں کو جماعت سے پڑھنے کے بارے میں نص نہیں ہے۔''(۳)

علامہ احمد بن محمد الحمویؒ کا فتویٰ:

علامہ احمد الحمویؒ حنفی علماء میں سے ایک خصوصی وانفرادی مقام کے حامل ہیں، آپ نے شرح اشباہ میں لکھا ہے:

---

(۱) البدائع:۲۹۸/۱ (۲) حاشیہ تبیین الحقائق:۱۸۱/۱ (۳) بزازیہ علی ہامش ہندیہ:۲۹/۴

''صلوۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں پڑھی جاتی ہے اور صلوۃ البرأۃ جو شعبان کی پندرہویں رات میں ہوتی ہے ان میں اور اس کے بعد مذکور نمازوں میں (جس کا ذکر اشباہ کی عبارت میں ہے) امام کی اقتداء کرنا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ نفل نماز کو جماعت سے ادا کرنا تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔ (۱)

علامہ ابن نجیم مصریؒ کا فتوی:

علامہ زین الدین ابن نجیم مصریؒ علماءِ احناف میں ایک بلند پایہ فقیہ وامام گزرے ہیں، علماء میں ابوحنیفہؒ ثانی کے لقب سے مشہور ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''سوائے تراویح کے کوئی نفل نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے، اور مبارک اوقات میں مثلاً لیلۃ القدر، لیلۃ البرأت، عیدین، عرفہ، جمعہ کی راتوں میں جو نمازیں مروی ہیں یہ تنہا تنہا پڑھی جائیں گی۔ (۲)

غور کیجئے کہ اسمیں علامہ ابن نجیمؒ نے رمضان کی آخری راتوں میں سے لیلۃ القدر کا ذکر بھی کیا ہے اور فتویٰ دیا ہے کہ ان راتوں کی نمازیں بھی تنہا تنہا پڑھی جائیں، جماعت سے نہ پڑھی جائیں، اگر لیلۃ القدر میں تہجد کو جماعت سے ادا کرنے کی کوئی گنجائش ہوتی تو علامہ موصوف اتنی صراحت ووضاحت سے یہ کیوں فرماتے کہ جماعت سے نہیں تنہا تنہا پڑھیں۔ معلوم ہوا کہ اس کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ علامہ ابن نجیم تو ان راتوں میں مساجد میں جاگنے کے لیے جمع ہونے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

مستحبات میں سے یہ بھی ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں، عیدین کی راتوں اور ذی الحجہ کی دس راتوں، شعبان کی پندرھویں رات کو جاگے اور جاگنے سے

(۱) غمز عیون البصائر: ۲/۲۸ (۲) البحر الرائق: ۲/۵۲

مراد اس میں نماز پڑھنا ہے اوران راتوں میں سے کسی رات کو جاگنے کے لیے، مساجد میں جمع ہونا مکروہ ہے۔(۱)

نوافل کی جماعت تو دور رہی، علامہ ابن نجیمؒ سرے سے مساجد میں آ کر جاگنے کے اہتمام کو بھی مکروہ قرار دیتے ہیں۔

علامہ شرنبلالیؒ کا فتویٰ:

گیارہویں صدی ہجری کے مشہور حنفی فقیہ وعالم علامہ حسن بن عمارہ الشرنبلیؒ اپنی معروف کتاب نورالایضاح میں فرماتے ہیں:

''مستحب ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں کو شب بیداری کرے، لیکن ان راتوں میں سے کسی رات میں شب بیداری کے لیے مساجد میں جمع ہونا مکروہ ہے۔''(۲)

علامہ شرنبلالیؒ خود نورالایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ مکروہ اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحابؓ نے ایسا نہیں کیا۔ لہٰذا اکثر علماء نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔(۳)

معلوم ہوا کہ رمضان کی آخری واتوں کے لیے بھی مسئلہ یہی ہے کہ مساجد میں جمع ہوکر عبادت نہ کی جائے، ورنہ یہ مکروہ ومنکر ہوگا، جب جمع ہونا ہی مکروہ ہوا تو ظاہر ہے کہ جماعت بنانا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ کا فتوی:

علماء احناف میں علامہ ابن عابدین شامیؒ کا جو مقام ومرتبہ ہے اس سے فقہ وفتاویٰ سے دلچسپی رکھنے والے ناواقف نہیں، آپ اپنی مایۂ ناز کتاب ''ردالمختار'' میں فرماتے ہیں:

---

(۱)البحرالرائق:۹۲/۲ (۲) نورالایضاح:۹۵ (۳) مراقی الفلاح علی ہامش الطحاوی:۲۱۹

''ظاہر یہی ہے کہ نفل نماز میں جماعت غیر مستحب ہے پھر اگر کبھی کبھی اتفاقاً کرلی جائے تو مباح ہوگا۔(مستحب نہ ہوگا) اور اگر اس پر مواظبۃ یعنی (عادت) کرلی تو یہ بدعت و مکروہ ہوگا، کیوں کہ یہ متوارث طریقہ کے خلاف ہے۔(۱)

اس سے یہ دو باتیں ثابت ہوئیں، ایک یہ کہ نفل نماز میں جماعت مستحب و پسندیدہ کسی حال میں نہیں خواہ اتفاقاً کرلی جائے یا اہتمام سے کی جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر اتفاقاً کرلیا تو زیادہ سے زیادہ مباح ہے اور اگر اس پر مواظبت کی جائے تو یہ بدعت و مکروہ ہے۔

آج کل جن مساجد میں تہجد کی جماعت ہوتی ہے، ان میں یہ اتفاقی بات نہیں ہے، بلکہ اس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو بلایا جاتا ہے، بلکہ بعض جگہ اعلان بھی کیا جاتا ہے، پھر بہت سے لوگ اس میں شرکت کرتے ہیں، اب بتائیے کہ اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟

قاضی ثناءاللہ پانی پتی کا فتوی:

حضرت علامہ قاضی ثناءاللہ صاحبؒ پانی پتی ''مالا بدمنہ'' میں فرماتے ہیں۔

''نفل میں جماعت مکروہ ہے، مگر رمضان میں سنت یہ ہے کہ بیس رکعت دس سلام سے اور جماعت سے ادا کی جائے۔''(۲)

اس میں قاضی صاحبؒ نے رمضان میں صرف تراویح کو جماعت سے ادا کرنے کی اجازت و سنت بتائی ہے، اس کے علاوہ نوافل کے بارے میں فرمایا کہ کہ نفل میں جماعت مکروہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رمضان میں تہجد میں جماعت بھی مکروہ ہے۔

---

(۱) ردالمختار شامی: ۴۸/۲ (۲) مالا بدمنہ: ۷۰

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتوی:

حضرت حکیم الاسلام مولانا اشرف علی تھانویؒ سے کسی نے سوال کیا کہ بلا اہتمام نوافل کی جماعت علاوہ تراویح کے جائز ہے یا نہیں اور اس میں آدمیوں کی تعداد شرط ہے یا نہیں؟ حضرت نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:

صورت مسئلہ میں اگر مقتدی ایک یا دو ہوں تو کراہیت نہیں اور اگر چار ہوں تو مکروہ ہے اور اگر تین ہوں تو اختلاف ہے۔(۱)

جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے کہ یہ بلا اہتمام کبھی اتفاق سے نفل میں جماعت کر لینے کا مسئلہ تھا، جس کا یہ جواب دیا گیا اور اگر اہتمام سے جماعت نفل کی جائے تو مسئلہ یہ ہے کہ ہر صورت میں یہ مکروہ ہے، چنانچہ آپ ہی نے شبینہ کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

تراویح پڑھ کر جماعت نوافل میں (شبینہ) پڑھیں یہ بے شک مکروہ ہے، کیوں کہ فقہاء نے کہا ہے کہ جماعت نفل مکروہ ہے۔(۲)

یہ چوں کہ متعارف شبینہ کا حکم پوچھا گیا تھا جو اہتمام سے ہوتا ہے، اس لیے آپ نے بلا کسی شرط کے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ:

قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

''جماعت نوافل کی سوائے ان مواقع کے کہ حدیث سے ثابت ہیں، مکروہ تحریمہ ہے، فقہ میں لکھا ہے کہ اگر تداعی ہو اور تداعی سے چار آدمی مقتدی کا ہونا ہے پس جماعت صلوۃ کسوف، تراویح، استسقاء کی درست اور باقی سب مکروہ ہیں۔''(۳)

ایک دوسرے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

(۱) امداد الفتاوی: ۱/۳۷۷ (۲) امداد الفتاوی: ۱/۴۸۸ (۳) فتاوی رشیدیہ: ۳۵۴

''نوافل کی جماعت تہجد ہو یا غیر تہجد سوائے تراویح وکسوف واستسقاء کے اگر چار مقتدی ہوں تو حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمہ ہے، خواہ خود جمع ہوں خواہ بطلب آویں اور تین میں اختلاف ہے اور دو میں کراہت نہیں۔''(۱)

❁ حضرت اقدسؒ تقریر بخاری میں ایک موقع پر فرماتے ہیں:

''ہمارے علماء حنفیہ نے جماعت کو صرف ان موقعوں پر جائز قرار دیا ہے جو ثابت ہیں، جیسے کسوف اور عیدین، اور جن نوافل میں جماعت ثابت نہیں، ان میں تداعی اور اجتماعی جائز نہیں ہے، ہاں دو تین آدمیوں کی اجازت دی جاسکتی ہے، کیوں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی اس نماز میں ثابت ہے جو آپ نے حضرت انس اور ان کی والدہ اور یتیم کے ساتھ پڑھی تھی اور یہ (نوافل کی جماعت کا ناجائز ہونا) اس لیے ہے کہ اس کی اجازت دینے میں بہت سے مفاسد لازم آتے ہیں۔ لہٰذا بغیر دلیل اس پر اقدام نہیں کیا جاسکتا، حالاں کہ بعض (دلیل) اس کے خلاف کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اس کی وہ دلیل اللہ کے رسول علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ آدمی اس کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں ہو (سوائے فرض کے) اور یہ بات تداعی اور اجتماع کے وقت فوت ہو جاتی ہے، اگر چہ یہ جمع ہونا کسی کے گھر ہی میں کیوں نہ ہو۔''(۲)

❁ حضرت شیخ الحدیث زکریا صاحبؒ کا ارشاد

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب علیہ الرحمہ لامع الدراری کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ اس مسئلہ (جماعت نفل) پر علامہ ابن عابدین شامی نے تفیصل سے کلام کیا ہے اور خلاصۃ الفتاوی سے نقل کیا ہے کہ یہ (نفل کی جماعت) اگر کبھی اتفاقاً ہو تو مباح ہے مکروہ نہیں اور اگر عادت کے طور پر ہو تو بدعت مکروہہ

---

(۱):۳۵۵ (۲) لامع الدراری:۱/۹۵

ہے، کیوں کہ یہ متوارث طریقہ کے خلاف ہے۔"(۱)

❁ حضرت جی مولانا یوسف صاحب کاندھلویؒ کا ارشاد:

رئیس التبلیغ حضرت جی مولانا یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایۂ ناز کتاب "امانی الاحبار شرح معانی الاثار" میں لکھتے ہیں۔

"درمختار میں لکھا ہے کہ رمضان کی وتر میں (جماعت) مستحب ہے اور رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں کی وتر میں اور نفل نماز میں تداعی کے ساتھ جماعت مکروہ ہے۔(۲)

❁ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا ارشاد:

محدث عصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

ہمارے نزدیک (نفل نماز) میں جماعت نہیں ہے اوراس کے لیے بلانا مکروہ ہے—— فقہاء نے کہا ہے کہ نوافل میں جماعت مکروہ ہے سوائے رمضان کے اور بعض غبی لوگوں نے ان کی مراد کونہیں سمجھا اور اس کو مطلق نفل میں، رمضان میں جماعت کے جواز پر محمول کیا، حالانکہ فقہاء کی مراد اس سے صرف تراویح ہے نہ کہ دوسری نمازیں، اس کو اچھی طرح سمجھ لو کیوں کہ علم بڑی تحقیق کے بعد حاصل ہوتا ہے۔(۳)

❁ بریلوی مسلک کے مشہور و مستند عالم حضرت مولانا امجد علی صاحب کا فتوی:

بریلوی مسلک کے مشہور و مستند عالم حضرت مولانا حکیم ابوالعلاء محمد امجد علی اعظمی رضوی اپنی مشہور کتاب "بہار شریعت" میں رقمطراز ہیں کہ

"نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں اگر تداعی کے طور پر ہو تو جماعت مکروہ

(۱) حاشیہ لامع الدراری: ۱/۹۵ (۲) امانی الاحبار: ۴/۱۷۷ (۳) فیض الباری: ۲/۴۳۲-۲/۴۳۳

ہے، تداعی کے یہ معنی ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں۔''(۱)

۞ حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد

حضرت مجدد الف ثانیؒ سرہندی علیہ الرحمہ کے زمانے میں بعض نقشبندی حضرات نے نمازِ تہجد کو باجماعت پڑھنے کا رواج دیا تو اس پر حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوب (۱۳۱:) میں لکھا ہے کہ:

''افسوس ہزار ہا افسوس کہ بعض وہ بدعتیں جو دوسرے سلاسل میں قطعاً نہیں ہیں، ہمارے طریقہ علیہ میں پیدا ہو گئیں ہیں، نمازِ تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں، اطراف واکناف سے لوگ جمع ہوتے ہیں اور بڑی جمعیت خاطر کے ساتھ نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں، حالانکہ یہ عمل مکروہِ تحریمی ہے۔

بعض فقہاء نے جن کے نزدیک تداعی (ایک دوسرے کو بلانا) کراہیت کی شرط ہے، انہوں نے نفل کی جماعت کو مسجد کے ایک کونے میں جائز قرار دیا ہے اور تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکروہ کہا ہے۔(۲)

اس مکتوب میں حضرت مجدد صاحبؒ نے بھی جماعت تہجد کو صاف طور پر بدعت لکھا ہے اور اس کے رواج پر افسوس کا اظہار کیا ہے، معلوم نہیں آج کے رواجی لوگ مجدد صاحب پر کیا فتوی لگائیں گے؟

۞ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا فتوی

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مفتیٔ اعظم پاکستان علیہ الرحمہ نے اپنے ایک مطبوعہ فتوے ''جماعت تہجد در رمضان'' میں فرمایا ہے کہ:

''میرے نزدیک مسئلہ زیر بحث میں فتوی یہی ہے کہ علاوہ تراویح کے رمضان

---

(۱) بہارشریعت حصہ سوم: ۹۷ (۲) مکتوبات مترجم: ۲۴۱ دفتر اول

میں کسی دوسری نفل کی جماعت (۱) درست نہیں۔ جمہور فقہاء ومحدثین اسی پر ہیں اور اسی پر اکابر علماء دیوبند کا عمل رہا ہے، سیدی وسندی حضرت شیخ الہند قدس سرہ جن کا معمول پورے رمضان کی شب بیداری اور نفلوں میں سماعت قرآن کا تھا، جب لوگوں نے اس کی جماعت میں شرکت کی خواہش ظاہر کی تو اس کی اجازت نہیں دی۔ گھر کا دروازہ بند کر کے اندر حافظ کفایت اللہ صاحب کی اقتداء میں قرآن مجید سنتے تھے، پھر جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو معمول یہ بنالیا کہ فرض نماز مسجد میں باجماعت پڑھ کر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد تراویح میں پوری رات قرآن مجید سنتے تھے۔ جماعت مکان پر ہوتی تھی، جس میں چالیس پچاس آدمی شریک ہوتے تھے۔ یہ احقر بھی حضرت کی اسارت مالٹا سے پہلے دوسال اس جماعت میں شریک رہا ہے۔ جو تراویح کی جماعت تھی، نفل تہجد کی جماعت کو حضرت نے کبھی گوارا نہیں فرمایا۔'' (۲)

ایک وضاحت:

اوپر کی پیش کردہ حضرت مفتی صاحب کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الہندؒ نے جماعت سے نفل نہیں پڑھی ہے، بلکہ جو پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز ہے اور باوجود اصرار کے بھی حضرت نے اس کو گوارا نہیں فرمایا، اس سے ان لوگوں کی غلطی معلوم ہوگئی، جو حضرت شیخ الہندؒ کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ جماعت سے تہجد پڑھتے تھے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ جو حضرت شیخ الہندؒ کے پاس رہے ہیں وہ خود فرماتے ہیں کہ یہ تراویح کی جماعت تھی، نفل تہجد کی جماعت کو گوارا نہیں فرمایا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑی کیا شہادت ہوسکتی ہے؟

(۱) انوارالباری جس سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے اس میں یہاں غلطی سے نماز لکھا گیا ہے۔ سیاق سباق کو دیکھ کر ہم نے اس کی تصحیح کر دی ہے۔ ۱۲۔ محمد شعیب اللہ (۲) بحوالہ انوار الباری شرح بخاری: ۸۷/۲

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ کا فتویٰ:

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ نے اس سلسلے میں کئی فتوے تحریر فرمائے ہیں، ان میں سے یہاں صرف ایک نقل کرتا ہوں۔ ایک جگہ آپ تحریر کرتے ہیں۔

''ماہ رمضان میں تداعی کے ساتھ جماعت وتر اور تراویح جائز ہے اور مشروع ومسنون ہے اور باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہے، اور معنی تداعی کے صاحب درمختار نے یہاں بیان فرمائے ہیں کہ چار مقتدی ہوں۔ (جماعت نفل) اتفاقاً کبھی ہوتو کراہیت تنزیہی ہے۔ اور اگر مواظبت (پابندی) اس پر کی جائے تو کراہت تحریمی ہے، تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی ـــــ آگے چل کر فرماتے ہیں ـــــ اگر شہرت ہو جانے پر جماعت زیادہ ہونے لگے تو تداعی ثابت ہوگئی اور لازم آگئی، امام کو چاہئے کہ منع کردے۔ (۱)

اس فتوی سے چند باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ جماعت نفل کا مکروہ ہونا جس طرح اور دنوں میں ہے اسی طرح رمضان میں بھی ہے، دوسرے یہ کہ جماعت نفل میں اگر چار مقتدی ہو جائیں تو یہ مکروہ ہے، تیسرے یہ کہ جماعتِ نفل اتفاقاً اگر کبھی کر لی گئی تو تب بھی مکروہ تنزیہی ہے، اگر چار مقتدی ہو جائیں اور اگر اس کی عادت بنالی یا پابندی سے جماعت کی جانے لگی تو مقتدی کم ہوں یا زیادہ ہر حال میں مکروہ تحریمی ہے، چوتھے یہ کہ لوگوں میں شہرت کا ہو جانا کہ فلاں جگہ تہجد کی جماعت ہوتی ہے، یہ بھی تداعی کے حکم میں ہے، لہٰذا اس سے بھی جماعت نفل مکروہ ہو جاتی ہے، امام کو منع کر دینا چاہئے۔

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ کا فتویٰ:

حضرت شیخ الاسلام علامہ ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

(۱) فتاوی دارالعلوم دیوبند: ۴/۲۲۲-۴/۲۲۴

''نوافل میں تنہا تنہا پڑھنا ہی سنت موکدہ ہے، جیسے فرائض میں جماعت سنت موکدہ ہے، پس نوافل میں جماعت کرنا سنت موکدہ اور صحابہ وخلفاء راشدین کے عمل کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ (۱)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتوی:

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی دامت برکاتہم سے سوال کیا گیا کہ رمضان المبارک میں بعد تراویح صلوۃ نافلہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ ہمارے محلّہ کی مسجد میں بڑے اہتمام سے پڑھی جاتی ہے۔ آپ نے اس کا جواب تحریر فرمایا ہے۔

یہ جماعت علی سبیل التداعی ہے جو کہ مکروہ ہے (۲)

پھر ایک سوال اور کیا گیا ہے کہ تہجد کی نماز با جماعت ادا کرنا کیسا ہے؟ اس کا جواب آپ نے دیا کہ یہ بھی علی سبیل التداعی مکروہ ہے۔ (۳)

علامہ عبدالشکور لکھنویؒ کا فتوی:

حضرت امام ربانی علامہ شکور لکھنوی علم الفقہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''مکروہ تحریمی ہے نماز کسوف میں اور تمام نوافل میں بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے، یعنی اذان واقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقہ سے لوگوں کو جمع کر کے، ہاں اگر بے اذان واقامت اور بے بلائے ہوئے۔ دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل میں جماعت کر لیں تو دو شرطوں سے جائز ہے ایک یہ کہ اذان اقامت نہ ہو اور کسی بھی طریقے پر لوگوں کو جمع نہ کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ صرف دو یا تین آدمی ہوں ورنہ مکروہ تحریمی ہے۔ (۴)

---

(۱) اعلاء السنن: ۱۸/۷ (۲) فتاوی محمودیہ: ۱۶۰/۲ (۳) ۱۶۰/۲ (۴) علم الفقہ: ۹۷/۲

امام مالکؒ وامام شافعیؒ ودیگر ائمہ کرامؒ کے فتاوے:

اوپر علماء احناف کا نقطۂ نظر اور ان کے فتاوی نقل کیے گئے تھے۔ اب ہم دیگر علماء وائمہ کا مسلک وفتویٰ بھی مختصر طور پر پیش کرتے ہیں۔ امام مالک کا مسلک ان کے شاگرد امام ابن وہبؒ نے یہ نقل کیا ہے کہ ''اگر چند افراد نفل کی جماعت کرلیں تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر اس کی شہرت ہوگئی یا اس کے لیے لوگ جمع ہونے لگے تو اجازت نہیں۔(۱)

ملا علی القاری کی شرح الشمائل سے اعلاء میں نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

''ابن حجر ہیثمی شافعی اور شافعی مذہب کے دیگر علماء نے تصریح کی ہے کہ نفل میں جماعت کرنا مشروع نہیں ہے۔(۲)

نیز ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ:

''فروع میں تصریح کردی گئی ہے کہ جب چار مقتدی ہوں تو نفل کی جماعت تمام فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے۔(۳)

اس سے ثابت ہوا کہ تداعی واہتمام کے ساتھ جماعتِ نفل کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، تمام علماء وائمہ اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں، اس سے پتہ چلا کہ بعض جاہل لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک نفل کی جماعت جائز ہے، یہ غلط ہے، بلکہ تمام فقہاء کے نزدیک جماعتِ نفل کا اہتمام ناجائز ہے اور مکروہ ہے۔

---

(۱) فتح الباری:۶۲/۳ (۲) اعلاء السنن:۸۳/۷ (۳) اعلاء السنن:۸۳/۷

خاتمہ اور دعا

فقہاء کرام کی ان تصریحات سے مسئلہ بالکل صاف ہوگیا نفل نماز خواہ تہجد ہو یا کوئی اور باجماعت ادا کرنا جب کہ چار یا اس سے زیادہ مقتدی ہوں یا اس کا اہتمام کیا جائے یا اس کی شہرت ہوجائے بدعت اور مکروہ ہے۔اور یہ ظاہر ہے کہ جن مساجد میں جماعت نفل ہوتی ہے وہاں اس کا اہتمام ہوتا ہے، حفاظ کو تیار کر کے بلایا جاتا ہے، پھر مقتدی بھی ایک دوسرے کو بلاتے ہیں، اس کی شہرت ہوتی ہے لوگ اس کے لئے خاص طور پر جمع ہوتے ہیں، غور کیجئے کہ ان فقہاء کے کلام سے کیا اس کا بدعت ومکروہ ہونا ثابت نہیں ہوتا، اگر ثابت ہوتا ہے تو اس سے بچنا کیا ضروری نہیں ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ دین کا صحیح فہم اور اس کی صحیح اتباع عطا فرمائے اور مسلمانوں کو ہر بدعت وگمراہی سے بچائے۔آمین

فقط

حررہ العبد محمد شعیب اللہ خان عفی عنہ